جلد ۲۳ | ۲۴ جمادی الاول ۱۳۵۴ھ | یوم شنبہ | مطابق ۲۴ر اگست ۱۹۳۵ء | نمبر ۴۷

مدینۃ المسیح

قادیان ۔ ۲۲ر اگست ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے ۔

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کا درجۂ حرارت کل زیادہ سے زیادہ ۹۹.۲ رہا ۔ اور آج ۹۸.۸ ہے ۔

حضرت صاحبزادہ میاں شریف احمد صاحب پر ایک کمینا حراری نے جو حملہ کیا تھا ۔ آج بعدالت ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور اس کی پیشی تھی ۔ جس میں استغاثہ کی طرف سے شہادت دینے کے لئے حضرت میاں صاحب موصوف بھی تشریف لے گئے ۔ مفصل روئداد اگلے صفحہ پر درج کی گئی ہے ۔

مولوی غلام مصطفےٰ صاحب کو باٹھانوالہ ضلع سیالکوٹ برائے تبلیغ بھیجا گیا ۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توبہ واستغفار کرو تا خدا اپنا فضل نازل کرے

فرمایا " خدا تعالےٰ جب اپنا فضل کرتا ہے ۔ تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہتی ۔ مگر اس کے لئے یہ ضروری شرط ہے ۔ کہ انسان اپنے اندر تبدیلی کرے ۔ پھر جس کو وہ دیکھتا ہے ۔ کہ یہ نافع وجود ہے ۔ تو اس کی زندگی میں ترقی دے دیتا ہے ۔

ہماری کتاب میں اس کی بابت صاف لکھا ہے ۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض ۔ ایسا ہی پہلی کتابوں سے بھی پایا جاتا ہے ۔ حزقیاہ نبی کی کتاب میں بھی درج ہے ۔ انسان بہت بڑے کام کے لئے بھیجا گیا ہے ۔ لیکن جب وقت آتا ہے ۔ اور وہ اس کام کو پورا نہیں کرتا ۔ تو خدا اس کا کام تمام کر دیتا ہے ۔ خادم کو ہی دیکھ لو ۔ کہ جب وہ ٹھیک کام نہیں کرتا ۔ تو آقا اس کو الگ کر دیتا ہے ۔ پھر خدا تعالےٰ اس وجود کو کیونکر قائم رکھے ۔ جو اپنے فرض کو ادا نہیں کرتا ۔

ہمارے مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مرحوم) پچاس برس تک علاج کرتے رہے ۔ اُن کا قول تھا ۔ کہ اُن کو کوئی حکمی نسخہ نہیں ملا ۔ سچ یہی ہے ۔ کہ خدا تعالےٰ کے اذن کے بغیر ہر ایک ذرہ جو انسان کے اندر جاتا ہے کبھی مفید نہیں ہو سکتا ۔ توبہ و استغفار بہت کرنی چاہیئے ۔ تا خدا تعالےٰ اپنا فضل کرے ۔ جب خدا تعالےٰ کا فضل آتا ہے ۔ تو دعا بھی قبول ہوتی ہے ۔ خدا نے یہی فرمایا ہے ۔ کہ دُعا قبول کرونگا اور کبھی کہا ۔ کہ میری قضا و قدر مانو ۔ اس لئے میں تو جب تک اذن نہ ہولے ۔ کم امید قبولیت کی کرتا ہوں ۔ بندہ نہایت ہی ناتوان اور بے بس ہے پس خدا کے فضل پر نگاہ رکھنی چاہیئے "۔ (الحکم ۱۷ر اگست ۱۹۰۶ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر احراری حملہ کے مقدمہ کی سماعت

ملزم پر فردِ جرم لگا دیا گیا

الفضل کے خاص رپورٹر کے قلم سے

گورداسپور ۲۲ر اگست۔ آج مسٹر ڈزنی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب گورداسپور کی عدالت میں حنیفا کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ جس نے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر ۸۔ جولائی کو حملہ کیا تھا۔ استغاثہ کی طرف سے کورٹ انسپکٹر صاحب موجود تھے۔ اور ملزم کی طرف سے شریف حسین صاحب وکیل حضرت صاحبزادہ صاحب بذریعہ ریل دس بجے کے قریب سٹیشن گورداسپور پر پہونچے۔ جہاں بہت سے احمدی احباب استقبال کے لئے موجود تھے۔ سٹیشن سے آپ سیدھے کچہری تشریف لے گئے۔ مقدمہ کی کارروائی ۱۱½ بجے کے قریب شروع ہوئی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے گواہ استغاثہ کی حیثیت سے حسب ذیل بیان دیا:۔

بیان صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب

میں بچپن سے قادیان میں رہتا ہوں۔ کچھ عرصہ سے احرار کی سرگرمیاں ہمارے خلاف ہیں۔ احرار کا رویہ ہمارے متعلق مخالفانہ رہا ہے۔ ۸۔ جولائی کو میں چھ بجے سے ذرا پہلے دفتر سے اپنے مکان کو جا رہا تھا شیخانوالی گلی سے بائیسکل پر جا رہا تھا۔ مجھ پر ایک آدمی نے لاٹھی سے حملہ کیا۔ پہلی ضرب میری کمر پر بائیں طرف لگی۔ میں فوراً بائیسکل سے اُترا اور ایک لاٹھی اس نے اور ماری۔ جو میں نے بائیں ہاتھ پر روکی۔ میں جب بائیسکل سے اُترا۔ تو حملہ آور کو فوراً دیکھ لیا تھا۔ دوسرا حملہ لاٹھی سے کرنے کے بعد ملزم فوراً بھاگ گیا جس وقت حملہ ہوا ہے اس وقت بعض کم عمر بچے اور بعض دُوسرے لوگ بھی گلی میں موجود تھے۔ میں نے یہ دیکھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ کہ کون کون تھا۔ اس کے بھاگنے کے بعد میں فوراً سائیکل پر سوار ہو کر پولیس چوکی کی طرف چلا گیا۔ اور ستار ہوزری فیکٹری میں جا کر جو چوکی سے بالکل قریب ہے۔ ایک آدمی کو بھیجا۔ کہ انچارج پولیس چوکی کو اطلاع کر دے۔ یہ شیخ فیض قادر منیجر ہوزری فیکٹری تھا۔ جسے میں نے بھیجا اس پر سردار خوشحال سنگھ صاحب انچارج چوکی آ گئے۔ میں نے ان کو ضربات دکھائیں اور ان کے ساتھ تھانہ میں چلا گیا۔ ایک تحریری رپورٹ بھی لکھ کر دی۔ اس کے بعد میں ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب کے پاس گیا۔ تا ضربات کا معائنہ کراؤں۔ اس واقعہ کے چند روز بعد میں نے بٹالہ تحصیل میں چودہری حسین علی صاحب علاقہ مجسٹریٹ کے روبرو ملزم کو شناخت کیا تھا۔ حملہ سے لیکر شناخت کے دن تک میں نے ملزم کو بالکل نہیں دیکھا میرا واقعہ کے معًا بعد سیدھا چوکی کو جانا اس وجہ سے تھا۔ کہ ہمیں یہ اطلاع پہلے سے ملی ہوئی تھی۔ کہ احراری ہمارے خاندان کے ممبروں پر اور خصوصًا مجھ پر حملہ کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے مجھے خیال تھا۔ کہ مَیں فوراً چوکی میں اطلاع دوں تا فرقہ وار فساد نہ ہو جائے۔ یہ اطلاع قریبًا ایک ماہ پہلے ہوئی تھی۔ ناظر صاحب امور عامہ کی طرف سے یہ اطلاع حکام کو بھی دیدی گئی تھی۔ یہ اطلاع ناظر صاحب امور عامہ نے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس کو دی تھی یہ اطلاع اخبار الفضل میں بھی شائع ہوئی تھی۔ اس پرچہ کی ایک کاپی پیش کرتا ہوں اس کے صفحہ اول پر یہ خبر درج ہے۔ ڈاکٹر محمد عبد اللہ صاحب نے جو سرٹیفکیٹ دیا تھا۔ وہ یہی ہے۔

ملزم کے وکیل کے سوالات کے جواب میں فرمایا۔ یہ چٹھی ناظر امور عامہ نے بھیجی تھی اور مَیں نے دیکھی تھی۔ مَیں نے وہ original رپورٹ نہیں دیکھی جو ناظر امور عامہ کو ملی تھی۔ نہ مجھے یہ علم ہے۔ کہ وہ زبانی تھی یا تحریری۔ ناظر امور عامہ کی جس چٹھی کا میں نے ذکر کیا ہے وُہی میں نے دیکھی تھی۔ اس کے علاوہ بھی کوئی چٹھی لکھی گئی ہو۔ تو مجھے اس کا علم نہیں۔ مجھ سے ناظر صاحب امور عامہ نے یہ ذکر نہیں کیا۔ کہ کن لوگوں کی طرف سے ایسی رپورٹ آئی ہے۔ یہ خبر میرے کہنے سے اخبار میں شائع نہیں کی گئی۔ وہ گلی قریبًا ۱۵ فٹ چوڑی ہوگی۔ ممکن ہے کم و بیش ہو۔ گلی کے شمال کی طرف تیس چالیس گز پر موڑ ہے اس مقام سے سیدھی گلی میں ۵۰۔۶۰ گز تک آدمی نظر آ سکتا ہے۔ گلی کے دونوں طرف مکانات ہیں۔ ایک یا دو دوکانیں بھی ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس طرف آتے ہوئے شیخ یعقوب علی صاحب اور حملہ کی جگہ کے درمیان مجھے کوئی آدمی ملا۔ یا نہیں۔ اس حصہ میں بعض گھر احمدیوں کے ہیں۔ اور بعض غیر احمدیوں کے۔ میں جب بائیسکل پر جا رہا تھا۔ تو میں نے ملزم کو نہیں دیکھا۔ جس وقت مجھے پہلی چوٹ لگی ہے۔ اس وقت وہاں کوئی آدمی نہیں آیا نہ ہی دوسری چوٹ پر کوئی آدمی آیا۔ دونوں چوٹیں اس نے پے در پے ماری تھیں۔ اور پھر بھاگ گیا۔ قریب ترین آدمی اس وقت تیس چالیس گز کے فاصلہ پر تھا۔ اس وقت میرے پاس کوئی نہیں آیا۔ کیونکہ میں فورًا چوکی کی طرف روانہ ہو گیا۔ جب میں ہوزری فیکٹری کے پاس پہونچا۔ اس وقت کوئی آدمی وہاں جمع نہیں تھے۔ انچارج صاحب پولیس کے آنے پر جب میں نے ان کو چوٹیں دکھائیں۔ تو اسکے دو تین منٹ بعد لوگ جمع ہوئے ہونگے۔ میں جب رپورٹ لکھ رہا تھا۔ تو اس وقت شیخ فیض قادر اور بعض دوسرے احمدی بھی تھے۔ اس وقت میں انکے نام نہیں بتا سکتا۔ اس وقت میں ملزم کا نام نہیں جانتا تھا۔ بعض لڑکے تھانیدار صاحب کے ساتھ آئے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ اس کا نام حنیفا ہے۔ پھر مجھے اسکا نام معلوم ہوا۔ میں نے الفضل ۱۰ر جولائی کا پرچہ دیکھ لیا ہے۔ مجھے اس کا علم نہیں۔ کہ ملزم کے باپ نے ہمارے مختار کے خلاف کوئی مقدمہ کیا تھا۔ جائیداد وغیرہ کے انتظام کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ میں نے کسی آدمی کو ملزم کا تعاقب کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ میں نے بھی اسے پکڑنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ میں جب سائیکل سے اترا ہوں۔ تو میرے دائیں ہاتھ میں سائیکل تھا۔ اور بائیں بازو پر میں نے اس کے وار کو روکا۔ اس کے بعد وہ بھاگ گیا۔ دوسری چوٹ کے بعد بھی میں نے کوئی الارم نہیں کیا۔ لاٹھی قریبًا چار فٹ لمبی تھی۔

کورٹ انسپکٹر صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا۔ کہ میں جب حملہ کے بعد سائیکل پر سوار ہو کر تھانہ کو جانے لگا ہوں۔ اس وقت میں نے تین چار لڑکے دس پندرہ گز کے فاصلہ پر دیکھے تھے۔

بیان محمد افضل پسر چوہدری عبد الرحمٰن احمدی صاحب

میرا نام محمد افضل ہے۔ باپ کا نام عبد الرحمٰن قوم کشمیری اور عمر ۱۰۔۱۱ سال ہے ۸ جولائی کو چھ بجے کے قریب یہ واقعہ ہوا ہے۔ میں اس وقت ڈاکٹر منظور احمد کی دوکان پر کھڑا تھا۔ اتنے میں لطیف بھی وہاں آ گیا۔ ہم دونوں آگے چلے۔ پیچھے سے میاں صاحب سائیکل پر آ گئے۔ اور ہم سے آگے گذر گئے یہی میاں صاحب تھے۔ جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔ جب میاں صاحب چار یا پانچ گز آگے گئے۔ تو حنیفا پسر چوہڑ شاہ نے جو لال عبد اللہ کی دوکان کے تھڑے پر بیٹھا تھا۔ پیچھے سے لاٹھی ماری۔ جو آپ کی پیٹھ پر لگی۔ جب میاں صاحب سائیکل سے اترے۔ تو اس نے ایک اور لاٹھی ماری۔ جو بائیں بازو پر لگی۔ حملہ کے بعد ملزم بھاگ گیا۔ تھوڑی دور تک بھاگا۔ اور پھر آہستہ چلنے لگا۔ اس کے بعد میاں صاحب سائیکل پر چڑھ کر چلے گئے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ ملزم کہاں چلا گیا۔ ہم بھی میاں صاحب کے پیچھے چلے گئے۔ اور وہ ہمیں محمد امین کی دوکان کے پاس واپس آتے ہوئے ملے۔ میں نے اس وقت بتایا۔ کہ حملہ آور کا نام حنیفا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ جمادی الاوّل ۱۳۵۴ھ

احرار نے مسجد شہید گنج کے متعلق پہلے کیا کہا اور اب کیا کہہ رہے ہیں؟

مسجد شہید گنج کے متعلق جد وجہد کرنے کے لئے اب مسلمان جو بھی اعلان کرتے ہیں۔ احرار جھٹ لکھ دیتے ہیں۔ کہ ہم بھی اس میں سرتاپا شریک ہیں۔ اور ہر طرح کوشش کرنے کے لئے تیار۔ چنانچہ چند دن ہوئے۔ جب صدر مجلس اتحاد ملی لاہور نے اعلان کیا۔ کہ:۔

"میں انشاء اللہ العزیز تھوڑے دنوں تک ارکان مجلس اتحاد ملی و دیگر مقتدر اصحاب کے مشورہ کے بعد ایک جامع عملی پروگرام پیش کرنے کی کوشش کرونگا"

تو "ترجمان احرار" نے یہ ڈھنڈورہ پیٹنا شروع کر دیا۔ کہ "مسجد شہید گنج کے مسئلہ میں مجلس احرار تمام اسلامی جماعتوں کے ساتھ ہے"

حال میں جب معاصر "انقلاب" نے لکھا۔ کہ مجلس اتحاد ملی نے مسجد شہید گنج کو دوبارہ تعمیر کرانے کے لئے گوردوارہ ٹریبونل کے حکم کے خلاف پریوی کونسل میں اپیل دائر کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں ایک مشہور بیرسٹر کی خدمات حاصل کر لی گئی ہیں" تو "مجاہد" نے یہ شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ

"جو بات مجلس احرار شروع میں کہتی تھی۔ وہ بات شروع میں تو درخور اعتنا نہ سمجھی گئی مگر الحمد للہ اب ہوش کے وقت ہماری اس رائے کے مطابق صحیح قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ .... مجلس احرار جدید صورت حال میں انشاء اللہ کسی قسم کی مناسب۔ اور ممکن امداد سے دریغ نہیں کرے گی"

پھر یہی نہیں۔ چودھری افضل حق نے اس دفعہ پر ایک خاص اعلان شائع کرنا ضروری سمجھا۔ جس میں لکھا ہے:۔

"الحمد للہ۔ حالات پرسکون ہو گئے ہیں مسلمانوں نے مجلس احرار کے زاویۂ نگاہ کو صحیح صورت قرار دیا۔ اور تو اور مجلس اتحاد ملی نے بھی پریوی کونسل میں اپیل دائر کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ کاش آغاز کار میں یہ مشورہ قبول کر لیا جاتا۔ تو مسلمان بے ضرورت مناقشہ سے بچ جاتے"

مطلب یہ کہ احرار آغاز کار ہی سے مسلمانوں کو صحیح طریق عمل بتاتے رہے ہیں۔ مگر انہوں نے اسکی طرف توجہ نہ کی۔ احرار کی جو بات شروع میں قابل اعتنا نہ سمجھی گئی۔ اب اس کے مطابق قدم اٹھایا جا رہا ہے۔ لیکن اگر یہ دیکھا جائے۔ کہ "آغاز کار" میں۔ اور "شروع" میں احرار کی کیا رائے تھی۔ وہ مسلمانوں کو کیا سبق پڑھا رہے تھے۔ اور اب کیا کہہ رہے ہیں۔ تو حیرت ہوتی ہے۔ کہ یہ لوگ کس قدر زود فراموش۔ یا کتنے فریب کار ہیں:۔

زبانی گفتگو یا اپنے طریق عمل سے احرار نے مسلمانوں کو مسجد شہید گنج کے متعلق بالکل خاموش رہنے کی جس زور سے تلقین کی۔ اسے جانے دیجئے۔ تحریری رنگ میں بھی انہوں نے اس کے لئے پوری کوشش کی۔ اور نہایت ہی شرمناک رنگ میں کوشش کی۔ یعنی مسلمانوں کو انگریز کی گولی۔ سکھ کی کرپان۔ اور ہندو کے سرمایہ سے خوف زدہ کرنا چاہا۔ اور صاف صاف کہہ دیا۔ کہ مسلمانوں کو اس بارے میں قطعاً کسی کامیابی کی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ چنانچہ "ترجمان احرار" "مجاہد" نے لکھا:۔

"مجلس احرار کا ہر رکن خواہ وہ کسی گوشۂ ملک میں موجود ہے۔ وہ اپنی اس رائے پر استقلال سے قائم ہے۔ کہ اس معاملہ میں جس قدر قربانیاں کی جائیں گی مسلمان اور گہرے پانی میں گرتے جائیں گے"

کیوں گرتے جائیں گے؟ اس لئے کہ "مجلس احرار نے مومنانہ فراست سے فیصلہ کیا۔ کہ مسجد پر انقلاب سلطنت کے وقت سے سکھوں کا قبضہ ہے۔ مسلمان بدقسمتی سے پے در پے مقدمات ہار چکے ہیں۔ اس لئے اس کو قومی سوال بنایا گیا۔ تو قوم کی قوم کو ذلت کا سامنا ہوگا۔ **قانون سکھوں کے حق میں ہے**۔ لازمی طور پر ہندو سکھوں کی امداد پر ہونگے"

کیا ان الفاظ سے صاف ظاہر نہیں کہ مسلمانوں کو مسجد شہید گنج کے متعلق ہر قسم کی قربانی سے روکنے کی احرار نے کوشش کی۔ اسے قومی سوال بنانے سے دریغ کیا۔ اور اس میں شریک ہونا ذلت کا موجب قرار دیا اس کے ساتھ ہی یہ کہہ دیا۔ کہ قانون سکھوں کے حق میں ہے۔ گویا مسلمانوں کے لئے قانون کا دروازہ بالکل بند ہو چکا ہے جو لوگ کل یہ کہہ چکے ہیں۔ ان کا آج یہ سُنکر کہ مسلمان قانونی جد وجہد کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ ہماری رائے کے مطابق قدم اٹھایا گیا ہے۔ کس قدر دیدہ دلیری ہے:۔

پھر یہاں تک کہہ دیا گیا۔ کہ

"اگر عظیم الشان قربانی کر کے مسجد واگزار ہو سکتی ہے۔ تو اس سے کم قربانی کر کے ہندوستان آزاد ہو سکتا ہے۔ بحالات موجودہ ہندوستان کا آزاد ہونا آسان ہے۔ مگر مسجد کا واگزار ہونا مشکل ہے"

گویا مسلمان اپنے دل کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال باقی نہ رہنے دیں۔ کہ وہ مسجد شہید گنج کی تقدیس اور احترام قائم رکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان کو انگریزوں کے تسلط سے آزاد کرا لینا آسان مگر مسجد کا واگزار کرانا ناممکن ہے:۔

جو لوگ یہاں تک مسلمانوں کو مایوس بنانے کی کوشش کر چکے ہوں۔ انہیں کیا حق ہے۔ کہ اب کسی جد وجہد کے متعلق یہ کہیں۔ کہ اس میں ہم بھی شریک ہونگے۔ اور یہ ہماری ہی بتائی ہوئی ہے:۔

پھر ایک اور پہلو سے دیکھئے۔ احرار نے جب دیکھا۔ کہ مسلمانوں کو جانی اور مالی لحاظ سے خوف زدہ کر کے مسجد شہید گنج کے تحفظ سے باز نہیں رکھ سکتے۔ تو انہوں نے مسلمانوں کی بہادری۔ جوانمردی۔ اور قربانی کی تعریفیں کرنی شروع کر دیں۔ اور اسی سلسلہ میں یہ چکمہ دینا چاہا۔ کہ مسجد کے انہدام سے تمہارے نام پر بہت بڑی فتح لکھی گئی ہے۔ پھر تمہیں غم کس بات کا ہے۔ اٹھو خوشی مناؤ۔ اور فتح کا جھنڈا اڑاؤ۔ چنانچہ لکھا:۔

"ملت صف ماتم بچھا کر بیٹھ گئی۔ اور مجلس احرار سے توقع کی گئی۔ کہ وہ بھی فریاد و فغاں میں شامل ہو جائے کیونکہ ان کے خیال میں شکست ہو چکی ہے مگر مسلمانو آؤ۔ اٹھو شکست کے باطل خیال سے درگزرو۔ فتح کا نشان اٹھاؤ" (۹ر اگست)

اب سوال یہ ہے۔ کہ جب احرار مسجد شہید گنج کے انہدام کو مسلمانوں کے لئے فتح کا نشان سمجھتے ہیں۔ اور اس حادثہ کو "تاریخی فتح" قرار دے چکے ہیں تو پھر مسجد کی بحالی کے لئے جد وجہد کرنے اور پریوی کونسل تک جانے والوں کے ساتھ شریک ہونے کا اعلان کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ کیا اس طرح وہ اپنی فتح کو شکست سے بدلنا چاہتے ہیں:۔

ناظرین غور فرمائیں کہ احرار مسجد شہید گنج کے متعلق کل کیا کہہ رہے تھے۔ اور آج کیا کہہ رہے ہیں۔ اور پھر کس دیدہ دلیری سے یہ بھی فرما رہے ہیں۔ کہ آج مسلمان جو کچھ کر رہے ہیں۔ یہ باتیں انہوں نے آغاز کار سے ہی بتا دی تھیں۔ یہ سب مسلمانوں کو مبتلائے فریب کرنے کے ڈھنگ ہیں:۔

احرار نے مسجد شہید گنج کے انہدام پر خاموش رہنے کے متعلق اپنی ایک خوبی یہ بیان کی تھی۔ کہ "انگریزی عدالتوں کے قانون کو گوارا کر کے یہ ظاہر کر دیا گیا۔ کہ مسلمان اپنے تمام مذہبی احساسات کے باوجود غیر مسلم کے معاملہ میں غیر مسلم عدالتوں کے فیصلہ کا احترام کرنے کو بھی تیار ہیں" پھر اس فیصلہ کے خلاف جد وجہد میں شریک ہو کر کیوں اس کے احترام کے خلاف آواز اٹھائی جا رہی ہے۔ کیا اس لئے کہ لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جائیں

خود غرض اور پیشہ ور مسلمان لیڈر عظیم ترین خطرہ ہیں

مسلمانوں کی نکبت و ادبار اور ان کے تنزل و انحطاط کے اسباب و علل کی دریافت کے لئے ایک لمبے عرصہ سے مفکرین قوم حیران و سرگردان ہیں۔ مگر تا حال کسی متفقہ نتیجہ پر ان کا پہنچنا دشوار نظر آتا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کہ مسلمانوں کے تنزل کا کوئی ایک سبب ہو۔ تو اس پر اتفاق ہو سکے۔ لیکن جبکہ بیسیوں اسباب اس نتیجہ کے ذمہ دار ہوں۔ تو کوئی ایک بات کس طرح پیش کی جا سکتی ہے۔ کسی کی نگاہ میں مسلمانوں کا قرآن کریم کو چھوڑ دینا اور اسلامی تعلیم سے مونہہ پھیر لینا اس تمام خرابی کی حقیقی وجہ ہے۔ کوئی عدم تنظیم کو اس کا باعث قرار دیتا ہے۔ کوئی باہمی نا اتفاقی اور سر پھٹول کو اصل باعث سمجھتا ہے۔ کوئی تعلیم کی کمی کو انحطاط کی وجہ قرار دیتا ہے۔ اور کوئی تشتت پراگندگی اور ایک مرکز پر جمع نہ رہنے کو اصل باعث بتاتا ہے۔ غرض مسلمانوں کے انحطاط کے اسباب مختلف بیان کئے جاتے ہیں۔ اور اگر غور کیا جائے۔ تو دراصل ان میں سے ہر خرابی آج مسلمان میں پائی جاتی ہے۔ لیکن ان سب خرابیوں کی جڑ ان کے نام نہاد لیڈروں کی حالت ہے:

ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ لیڈر کی حیثیت قوم کے لئے بمنزلہ دماغ ہوتی ہے۔ جس طرح دماغ کے بگڑ جانے سے نظام جسمانی میں خلل واقع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جب کسی قوم کے لیڈر خود غرض۔ خود پسند۔ جاہل۔ متکبر اور اپنے نفس کے بندے ہوں۔ وہ قوم کبھی فلاح و بہبود کا مونہہ نہیں دیکھ سکتی۔ بدقسمتی سے مسلمان اب تک ایسے ہی لیڈروں کے پیچھے چل کر ہمیشہ ناکام و نامراد ہوتے رہے۔ اور اب بھی اگر وہ اس غلطی کا تدارک نہیں کریں گے۔ تو کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔

خوشی کی بات ہے۔ کہ روزنامہ معاصر "پیام" حیدرآباد دکن نے مسلمانوں کو توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے۔ "ہم نے تو حل کا ایک راستہ پا لیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ سب سے پہلے آئینی اور غیر آئینی معاملات اور اصلاحات اور اتحاد و اتفاق کی تمام کوششوں سے قطع نظر کر کے کوشش یہ کرنی چاہیئے۔ کہ ان تمام قدیم اور پیشہ ور لیڈروں سے ہندوستان کی اقوام کو نجات حاصل ہو۔ بلاشبہ چند روز کے لئے شیرازہ بکھر جائے گا۔ اور بڑی مشکل سے یہ قومی ٹھیکیدار اپنا ٹھیکہ چھوڑیں گے۔ تاہم پہلا کام نہ تو اتحاد ہے۔ نہ اصلاحات ہیں۔ نہ کونسلوں کے انتخابات ہیں۔ نہ شہید گنج کی مسجد ہے۔ بلکہ پہلا کام لیڈری کی ان عمارتوں اور میناروں کا مسمار کرنا ہے۔ اور ان مجاہدین اسلام کی ٹھیکہ داری کا فسخ کرنا ہے جن کے نقاروں نے بدنصیب مسلمانوں کو بہرا اور جن کی مشعلوں نے قوم کو اندھا کر دیا ہے اب وقت آگیا ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہو جو ان لیڈروں کی لیڈری کا خاتمہ کرے۔ اور کچھ روز بغیر لیڈروں کے زندگی بسر کرنے پر آمادہ ہو۔ ہم اپنے الفاظ کی تمام متعلقہ ذمہ واریوں کو پوری طرح محسوس کر کے صاف طور پر یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس وقت ہماری زندگی کا عظیم ترین خطرہ نہ کسی غیر ملکی طاقت کی غلامی ہے۔ نہ آئینی اصلاحات کے تحفظات ہیں۔ نہ مغربی تہذیب ہے۔ نہ اقتصادی مشکلات ہیں۔ بلکہ سب سے زیادہ خوفناک اور خطرناک ان لیڈروں کی لیڈری ہے۔ جس نے جسد قومی کے تمام اعضا کو مجروح اور متفرق کر دیا ہے۔ اور جس کے جہل مرکب میں ہم اس طرح مبتلا ہیں۔ کہ ؎

جائے رفتن نہ پائے ماندن

جب تک یہ نقارے بجتے رہیں گے۔ عقل کی روشنی کو دماغوں میں داخل ہونے کا راستہ نہ ملے گا۔" (۸ اگست)

کاش مسلمان ان باتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں:

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کا انگریزوں پر اثر

"کیمبرج ڈیلی نیوز" کے ایک تازہ پرچہ میں سر عبد القادر صاحب ممبر انڈیا کونسل کی ایک تقریر کا خلاصہ شائع ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے اس بات پر اظہار مسرت کیا ہے۔ کہ "سنگنڈ سے کہ انگلستان اور دوسرے ممالک میں اسلام سے لوگوں کی دلچسپی بڑھ رہی ہے۔" اس کی وجہ انہوں نے یہ بتائی ہے۔ کہ "لوگ زیادہ فراخ دل ہو رہے ہیں۔ اور انہیں اس بات کا احساس ہونے لگا ہے۔ کہ ہمارے مشترکہ فوائد بھی ہیں۔" بے شک فراخ دلی اور فراخ حوصلگی کے نتیجہ میں انگریزوں کی اسلام سے دلچسپی بڑھ رہی ہے۔ مگر دیکھنا یہ چاہیئے۔ کہ یہ فراخ دلی کس طرح پیدا ہوئی۔ اور اسے کس طرح نشو و نما ہو رہی ہے۔ واقعات بتاتے ہیں۔ کہ یہ فراخ دلی اور اسلام سے دلچسپی اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کے ماتحت محض جماعت احمدیہ کی ان تبلیغی مساعی کی مرہون منت ہے۔ جو اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے انگلستان میں مجاہدین احمدیت بجا لا رہے ہیں اور جن سے لوگ توحید کے سرشار بنا رہے ہیں۔ دوسرے مسلمان اور اشاعت اسلام بالکل متضاد امور ہو گئے ہیں۔ ہوش مند مسلمان اگر غور کریں۔ تو جماعت احمدیہ کی یہی اسلامی خدمت اتنی بڑی ہے۔ جس کی مثال کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ اور انگلستان اور دوسرے یورپین ممالک میں اسلام کے متعلق دلچسپی کا بڑھنا اور سعید الفطرت انسانوں کا اسلام قبول کرنا مسلمانوں کے لئے جسقدر مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہے:

ایک یورپین کی کتاب میں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین

اخبارات کے ذریعہ یہ معلوم کر کے ہمیں نہایت رنج ہوا۔ کہ ایک انگریز مسٹر مکلوڈ بالڈسلے نامی نے حال ہی میں "سٹڈی آف دی بائیبل" نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کے آخری حصہ میں مختلف پیشوایان دین کے سوانح حیات لکھتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ نہایت ہی ناپاک اور گندے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مرگی کا دورہ ہوا کرتا تھا۔ اور آپ کے الہامات خبط وجنون کا نتیجہ تھے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ بائیبل کی طرح قرآن مجید میں بھی خدا نے اپنی بہت تعریفیں کی ہیں۔ اور قرآن کا خدا ایک مغرور اور لاف زن ایشیائی حکمران معلوم ہوتا ہے:

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کے متعلق اس قسم کے الفاظ ہر مسلمان کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ ہیں۔ اور حکومت کا فرض ہے۔ کہ اس ناپاک کتاب کو فوراً ضبط کرنے کے لئے ضروری کارروائی عمل میں لائے۔ اور ہندوستان کی حدود میں اس کا داخلہ بند کر دے۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس قسم کے سر پھرے مصنف مسلمانوں کی دل آزاری کر کے کیا لطف محسوس کرتے ہیں۔ اور کیوں خواہ مخواہ مسلمانوں میں منافرت پیدا کرتے ہیں:

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ الوہیت مسیح کے عقیدہ کی شکست فاش

(۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام

معترض نے تیسرا حوالہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف الوہیت کا دعوےٰ منسوب کرتے ہوئے حقیقۃ الوحی ص۸۲ سے حسب ذیل دیا ہے۔ "قرآن مجید خدا کا کلام اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں۔" لیکن حقیقۃ الوحی کا سرسری مطالعہ کرنیوالا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ کا الہام ہے۔ جو آپ پر اترا۔ اور یہ خدا تعالےٰ نے کہا ہے کہ قرآن مجید خدا کا کلام اور میرے مونہہ کی باتیں ہیں نہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن کریم کو اپنے مونہہ کی باتیں کہہ رہے ہیں یعنی "میرے مونہہ کی باتیں ہیں" میں متکلم اللہ تعالےٰ ہے۔ نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ آپ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ انا مسلمون نؤمن بکتاب اللّٰہ الفرقان (مواہب الرحمٰن ص۶۶) یعنی ہم مسلمان ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی کتاب قرآن مجید پر ایمان لاتے ہیں۔

صیغۂ غائب سے صیغۂ متکلم کی طرف رجوع

معترض کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس الہام میں صیغۂ غائب سے صیغۂ متکلم کی طرف اسی طرح رجوع کیا گیا ہے۔ جس طرح الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد میں اول صیغۂ غائب استعمال ہوا ہے اور پھر صیغۂ مخاطب آ گیا ہے۔ یا قرآن کریم میں سورۃ آل عمران رکوع ۱۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماکان اللّٰہ لیذر المؤمنین علیٰ ما انتم علیہ۔ کہ اللہ تعالےٰ مومنوں کو اس حالت پر نہیں چھوڑے گا۔ جس پر تم اب ہو۔ لیذر المؤمنین میں المؤمنین مفعول بصورت صیغۂ غائب ہے۔ مگر انتم علیہ میں انہی مومنوں کو صیغۂ حاضر میں مخاطب کیا گیا ہے۔ قرآن شریف میں اس اسلوب بیان کی جس میں صیغۂ غائب ایک ہی فقرہ میں صیغۂ مخاطب میں تبدیل ہو جائے اور بھی مثالیں موجود ہیں۔ اور اس پر کوئی مسلمان کہلا کر اعتراض نہیں کر سکتا۔

پاک تثلیث کی ایجاد

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کا کام تثلیث کے کھنڈرات پر توحید باری تعالےٰ کی عمارت تعمیر کرنا تھا۔ ایک جدید طرز کی تثلیث کی بنیاد رکھی ہے۔ یہ استدلال معترض نے توضیح مرام ص۲۳-۲۲ کی مندرجہ ذیل عبارت سے کیا ہے۔

"اگر یہ استفسار ہو۔ کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح ابن مریم مشابہت رکھتے ہیں۔ وہ کیا شے ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قوےٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے۔ جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اوپر کو جاتی ہے نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلےٰ درجہ کی دلسوزی اور غمخواری خلق اللہ ہے۔ جو داعی الی اللہ اور اس کے مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے۔ ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے۔ اوپر کی طرف سے مراد وہ اعلےٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے۔ جو اول بندہ کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اور پھر ان دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں۔ ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے۔ ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا نام روح القدس ہے۔ سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے۔ جب کہ خدا تعالےٰ اپنے ارادہ خاص سے اس میں اسی طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسی مقام اور اسی مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بے جا نہیں ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے۔ ایک نیا تولد بخشتی ہے۔ اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالےٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے۔ استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے۔ اور چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ ان دونوں کے لئے بطور ابن ہے۔ اور یہی پاک تثلیث ہے۔ جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے۔ جس کو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے۔ اور ذرۂ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔"

پاک تثلیث

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پوری عبارت ناظرین کے سامنے ہے۔ کیا اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث کی تصدیق کی ہے۔ یا تردید؟ آپ نے تو ان لوگوں کو "ناپاک طبیعتوں" والے قرار دیا ہے۔ جو انسان کو درجہ الوہیت سے متصف قرار دیتے ہیں۔ اور اسے مشرکانہ طبائع کی ایجاد قرار دیا ہے۔ گر معترض اس سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ ایک نئی تثلیث قائم کی۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کی محبت اپنے بندہ سے اور بندہ کی محبت اپنے خدا سے اور روح القدس جو ان دونوں محبتوں کے اتصال کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے یہ پاک تثلیث ہے۔ اس سے کوئی سمجھدار قطعاً یہ مراد نہیں لے سکتا۔ کہ نصاریٰ کی تثلیث کو جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرک عظیم قرار دیا ہے۔ پاک تثلیث کہا گیا ہے۔ بلکہ اس پاک تثلیث سے وہ تین پاک چیزیں مراد ہیں۔ جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جگہ ذکر فرمایا ہے۔ یعنی (۱) خدا کی محبت اپنے بندہ سے (۲) بندہ کی محبت خدا سے (۳) ان دونوں کے اتصال کا نتیجہ روح القدس۔ ظاہر ہے۔ کہ ان تینوں چیزوں میں سے ہر ایک چیز پاک ہے۔ اس لئے بطور استعارہ ان تینوں چیزوں کو پاک تثلیث کہا گیا۔

پھر لفظ تثلیث کے لغوی معنی صرف یہ ہیں کہ تین بیان کرنا۔ عیسائیوں نے اس لفظ کو اپنی اصطلاح میں تین خداؤں کے لئے مخصوص کر لیا۔ جو بالکل غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بندہ کی ابتدائی محبت اور اللہ تعالےٰ کی محبت۔ پھر ان کے مجموعہ سے روح القدس کا پیدا ہونا۔ ان تینوں کے مجموعہ کو پاک تثلیث قرار دے دیا۔ کیا تثلیث کے لفظ کا استعمال اس لئے چھوڑ دیا جائے۔ اور اس کے لغوی مفہوم کو مدنظر رکھ کر ایک اصطلاح قائم نہ کی جائے کہ نصاریٰ اس لفظ کو ایک غلط مفہوم میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر ایسا کرنا درست ہے۔ تو "مقدس باپ" اور "پاک بیٹا" کے لفظ کو بھی جو عام طور پر عیسائی استعمال کرتے ہیں۔ ترک کر دینا چاہیئے۔ مگر کیا ایسا کرنا قرین عقل و دانش ہے؟

ظلم عظیم

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تمام زندگی میں تثلیث نصاریٰ کی پُرزور تردید فرمائی۔ اور اسے شرک عظیم قرار دیا۔ جیسا کہ آپ دمشقی حدیث کا ذکر کرتے ہوئے ضمیمہ خطبہ الہامیہ ص۶ میں تحریر فرماتے ہیں "تثلیث اور تین خداؤں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی۔ .... یہ شرک عظیم کا کھیت اول دمشق میں بڑھا۔ اور پھولا۔ اور پھر یہ زہر اور جگہوں میں بھی پھیلی گئی۔"

پس ایسی مقدس ہستی پر جس نے ہر موقعہ پر توحید الٰہی کا ڈنکا بجایا۔ اور نصاریٰ کی تثلیث کی تردید کی۔ جس نے ملکہ معظمہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام دیتے ہوئے خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ پیغام حق پہنچایا۔ کہ

"اس نے میرے پر ظاہر کیا۔ کہ وہ اکیلا اور غیر متغیر اور قادر اور غیر محدود خدا ہے جس کی مانند اور کوئی نہیں"۔

(تحفہ قیصریہ ص۱۷)

اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ نصاریٰ کے مشرکانہ عقیدہ تثلیث کو قائم کرنے والا تھا۔ صریح ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔

ابنیت سے مراد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روح القدس کی ابنیت کی جو بندہ کی محبت اور خداتعالیٰ کی محبت کے ملنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ تشریح فرماتے ہوئے توضیح مرام صفحہ ۲۸ پر صاف تحریر فرما دیا ہے کہ "ابنیت سے مراد حقیقی ابنیت نہیں ہے" دراصل یہ ایک ایسی قسم کا اشارہ ہے جیسا کہ فتوحات مکیہ جلد اول صفحہ ۶۵ میں حضرت محی الدین صاحب ابن عربی نے لکھا ہے۔ انھا من عالم الغیب و ان کانت النشاۃ الجسمیۃ امّھا فان روح الالٰھی ابوھا۔ کہ روح عالم غیب سے ہے۔ اور اگرچہ نشاء جسمانی اس کی ماں ہے لیکن روح الٰہی اس کا باپ ہے۔ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۴ میں زیر آیت لمّا قضی الامر لکھتے ہیں۔ وھٰذہ الارواح البشریۃ کالاولاد لتلک الروح السماوی یعنی یہ بشری ارواح روح سماوی کے لئے بمنزلہ اولاد ہیں۔

حدیث سے مثال

پس حقیقت کو چھوڑ کر کسی لفظ کے متعلق یہ کہنا کہ اس کو صرف اسی رنگ میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس رنگ میں کہیں اور استعمال ہوتا ہو۔ خواہ غلط طور پر ہی۔ اہل علم اور دانشمند انسان کا کام نہیں۔ ایسی بے علمی جس سے معترض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں کام لیتے ہیں۔ سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کو بھی معرض اعتراضات میں لا سکتی ہے۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلوان اور مفلس کے الفاظ نئے رنگ میں استعمال فرمائے۔ جیسا کہ بخاری باب الحذر من الغضب "میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کشتی لڑنے والا پہلوان نہیں۔ پہلوان وہ ہے۔ جو غضب کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھتا ہے۔ اسی طرح ترمذی میں آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی سے پوچھا۔ کہ مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ رضی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مفلس وہ ہے۔ جس کے پاس مال و متاع نہ ہو۔ فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے۔ جو قیامت کے دن۔ نماز۔ روزہ اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا۔ مگر کسی کو اس نے گالی دی ہوگی۔ کسی کو مارا ہوگا۔ کسی پر ظلم کیا ہوگا پس وہ بٹھایا جائے گا۔ اور ہر ایک شخص کو جس پر اس نے زیادتی کی ہوگی۔ اس کی نیکیوں میں سے بدلہ دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی اور وہ دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔

جس طرح ان احادیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلوان اور مفلس کے وہ معنے نہیں لئے جو عام لوگ لیتے ہیں۔ اسی طرح پاک تثلیث کہہ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہ تثلیث مراد نہیں لی جو عیسائی پیش کرتے ہیں۔ بلکہ ایسا مفہوم مراد لیا جو معرفت الٰہی کا خاص راز ہے۔

ضروری اعلان

(۱) صوبہ بنگال۔ کلکتہ۔ برما۔ مدراس بمبئی۔ حیدرآباد دکن۔ سی پی وغیرہ کی جماعتوں کے متعلق اس سے قبل بھی ایک اعلان کیا گیا تھا۔ مگر احباب نے کم توجہ کی ہے۔ صرف چند جماعتوں کی طرف سے بجٹ ۳۶-۱۹۳۵ء تشخیص ہو کر موصول ہوئے ہیں۔ اب دوبارہ بذریعہ اعلان ہذا احباب کو توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ جن جماعتوں نے ابھی تک بجٹ تشخیص کر کے ارسال نہیں فرمائے۔ بہت جلدی بعد تشخیص ارسال فرمائیں۔

(۲) بعض جماعتیں بجٹ فارموں میں آمد تو پوری درج کرتی ہیں۔ مگر چندہ با شرح درج نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی کوئی معقول وجہ یا درخواست ہمراہ ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے دوبارہ خط و کتابت کرنی پڑتی ہے۔ اور دیر ہو جاتی ہے اس صورت میں مخالصہ تصدیق امیر یا پریذیڈنٹ ہمراہ ہونی چاہیئے۔

خاکسار:۔ غلام مجتبیٰ جائنٹ ناظر بیت المال۔

تحریک جدید کا امانت فنڈ نہایت ضروری چیز ہے

احباب کرام کو معلوم ہے کہ مالی تحریک جدید کے دو حصے ہیں۔ ایک وہ۔ جس میں ہر ایک مخلص احمدی کے لئے حضرت امیر المومنین کا ارشاد ہے۔ کہ وہ اپنی ماہوار آمد کا ۱/۴ سے ۱/۳ حصہ بعد وضع اپنے معمولی ماہواری چندوں کے امانت کی مد میں جمع کرائے۔ اور متواتر تین سال تک جمع کراتا رہے۔ تین سال کے اس جمع شدہ روپیہ کو نقد یا بصورت جائداد واپس کیا جائے گا۔ لیکن دوران تین سال میں کسی امانت دار کو روپیہ واپس لینے کا حق نہ ہوگا۔

دوسرا حصہ مالی تحریک جدید کا وہ ہے۔ جس میں ہر ایک مخلص احمدی نے رقم ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ جو کہ بطور چندہ ہے۔ اس کے متعلق اکثر احباب کرام کے وعدے پورے ہو چکے ہیں۔ اور تھوڑے سے احباب کے باقی ہیں۔ اس کے لئے ۳۱ ؍ اکتوبر ۱۹۳۵ء کی میعاد ہے۔ کیونکہ وعدوں کا پہلا سال اس وقت ختم ہوتا ہے۔ پس احباب کو اپنے وعدے تحریک جدید کا پہلا سال ختم ہونے سے پہلے ادا کر کے ثواب لینا چاہیئے۔

ایک مخلص بھائی منشی جان محمد صاحب نے حضرت امیر المومنین کی تحریک جدید پڑھکر دو سو روپیہ کی رقم یکمشت بطور چندہ ۱ سال کی تھی۔ اور اس کے علاوہ آپ امانت فنڈ میں دس روپیہ ماہوار کی رقم علاوہ جمع کرا رہے ہیں۔ چنانچہ جون ۱۹۳۵ء تک ان کے ساٹھ روپے جمع ہو چکے ہیں۔ اب سلسلہ کی اہم ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے ایک درخواست حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کی۔ ان کی درخواست اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب درج ذیل کیا جاتا ہے۔ منشی صاحب موصوف نے لکھا۔

چونکہ دشمن مرکز پر حملہ کر کے ہر روز نیا فتنہ اور نئی شرارت پیدا کر رہا ہے۔ اس لئے دل اتنی تاب نہیں رکھتا۔ کہ تین سال تک روپیہ امانت فنڈ میں پڑا رہے۔ اس لئے بندہ کے جو ساٹھ روپے امانت فنڈ میں جمع ہو چکے ہیں۔ حضور اس حقیر رقم کو دشمن کے حملوں کے اندفاع کے لئے جو مورچے بنائے ہیں۔ ان میں خرچ کرنے کا حکم صادر فرما کر اس عاجز کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔ اب یہ جنگ اکبر ہے۔ اور جنگ اکبر کے لئے کوشش بھی اکبر ہی ہونی چاہیئے۔ تاکہ منافق اور مومن میں فرق ہو کر ممتاز درجے حق داروں کو خدا کی طرف سے عطا ہوں۔ حضور کا غلام نہایت مؤدبانہ عرض پرداز ہے۔ کہ بندہ جو اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ دس روپے ماہوار امانت فنڈ میں داخل کراتا ہے۔ اس رقم کو موجودہ جنگ میں خرچ کرنے کی مد میں تبدیل فرمایا جائے۔ عین بندہ نوازی ہوگی۔ یہ روپیہ جو تین سال تک بشرط حیات جمع ہوگا۔ اس کو بندہ دین کے لئے وقف کر کے خدا کے بڑے خزانہ میں داخل کراتا ہے۔

اس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے رقم فرمایا۔

"امانت خود ایک ضروری شے ہے۔ اس طرف سے روپیہ منتقل نہیں ہو سکتا۔ ہاں بعد پورا ہونے مدت کے سلسلے کے کسی کام میں دے سکتے ہیں۔"

دوستوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ امانت تحریک جائداد بھی ایک نہایت ضروری مد ہے۔ جن احباب نے ابھی اس مد میں شرکت اختیار نہیں کی۔ وہ ضرور شامل ہو جائیں۔ جس ماہ سے وہ امانت رکھنا شروع کریں گے۔ اس سے ان کو تین سال پورے کرنے ہونگے۔

فنانشل سکرٹری تحریک جدید

مکتوب جاپان بذریعہ ہوائی ڈاک

جاپان کے حیرت انگیز عروج کا راز دو باتوں میں

(۱) سادہ طرزِ زندگی - (۲) لیڈروں کی کامل اطاعت

الفضل کے خاص نامہ نگار کے قلم سے

کوبے یکم اگست ۱۹۳۵ء - بجائے سیاسی واقعات کے متعلق لکھنے - اور ان پر رائے زنی کرنے کے اس مرتبہ میرا ارادہ ہے - چند ایک اہم باتوں کے متعلق جو میں نے یہاں آکر اب تک دیکھی ہیں - اپنے خیالات کا اظہار کروں - اس سلسلہ میں جس بات کا میں سب سے اوّل ذکر کرنا چاہتا ہوں - وہ جاپانی قوم کی سادگی ہے - سادگی سے میری مراد یہ نہیں - کہ یہ قوم دنیا کے ہیر پھیر اور نشیب و فراز نہیں سمجھتی - اس سے میری مراد ان کی بود و باش کی سادگی - ان کی خوراک کی سادگی - ان کے لباس کی سادگی - غرضکہ ان کی عام طرزِ زندگی کی سادگی ہے - جاپان ایک ایسا ملک ہے جس نے مغربی تمدن کی بعض باتیں کچھ ایسی طرح اخذ کی ہیں - کہ ان کو اپنا ہی بنا لیا ہے مگر بایں ہمہ مغربی تصنع - اور بناوٹ کو جاپان نے اپنے نزدیک تک پھٹکنے نہیں دیا - ان کی بود و باش میں - چلنے پھرنے میں - کام کرنے میں - کھانے پینے میں - ایک دلکش بے ساختہ پن - اور بے تکلفی ہے - عالی شان مکانات بنانے کا شوق جہاں تک میں نے اس وقت تک دیکھا ہے اس قوم کو نہیں ہے - شائد اس لئے کہ زلزلے کثرت سے آتے ہیں - اور جتنا زیادہ مکانات پر خرچ کریں - اتنا ہی زیادہ نقصان ہوتا ہے - یا اس لئے کہ فطرتاً سادہ اور کم خرچ مکانات میں رہائش ان کو زیادہ پسند ہے - مغربی دنیا کا تو ذکر ہی کیا ہے - ہندوستان کے مقابلہ میں بھی جاپانیوں کے مکان سادہ ہوتے ہیں - مگر ہندوستانی مکانات سے کہیں زیادہ صاف - ستھرے اور ہوادار - میز کرسی لگانے - غالیچے بچھانے - اور کمروں کو طرح طرح کے ساز و سامان سے بھر دینے کا جنون بھی جاپان میں نہیں ہے - لوگ فرش پر بیٹھتے ہیں - اور فرش پر ہی سوتے ہیں - یہ فرش نہایت سادہ ہوتا ہے - یعنی صرف چٹائی جو سب کمرے میں بچھی ہوتی ہے - کمرہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا - اس کا کوئی حصہ - اور کوئی کونہ چٹائی سے خالی نہیں ہوتا ؂

اس چٹائی کو تتامی کہتے ہیں یہ ایک قسم کے گھاس کی بنی ہوتی ہے - موٹی دلدار سی ہوتی ہے - مگر ایسی نہیں - کہ پاؤں کا بوجھ پڑنے سے دب جائے - لمبائی میں چھ فٹ اور چوڑائی میں تین فٹ ہوتی ہے - اور کمروں کی لمبائی اس چٹائی کے حساب سے رکھی جاتی ہے - یعنی چھ چٹائی کا کمرہ یا آٹھ چٹائی کا کمرہ - جاپان میں کہیں چلے جائیں - امراء کے گھروں میں بھی اور غرباء کے گھروں میں بھی اسی چٹائی کا فرش ہوتا ہے اور یہاں یہ سوال ہی نہیں ہوتا کہ مجھے اپنے ہمسائے کے غالیچے اور مسندیں - یا اعلےٰ قسم کے بنے ہوئے صوفے دیکھ کر ویسا ہی سامان اپنے گھر میں بھی ضرورتاً یا بلا ضرورت رکھنا چاہیئے ؂

جاپانی کھانا بانس کی صاف ستھری اور پتلی کٹی ہوئی دو چھڑیوں سے کھاتے ہیں یہی ان کا کانٹا - یہی چمچہ - اور یہی چھری ہے یہاں ایک جاپانی نے مجھے اپنے ہاں کھانے کے لئے دعو کیا - وہ اچھا آسودہ حال آدمی ہے - جہازوں کی مرمت کرانا - نیول ٹھیکے لینا اس کا کاروبار ہے - اس کے DRY DOCKS میں چھ ہزار ٹن تک کا جہاز مرمت کیا جاسکتا ہے - ان باتوں سے اس کی حیثیت کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے - مگر اس نے کہا - کہ ہمارے گھر میں چھری کانٹا وغیرہ نہیں ہوتا - اگر آپ چاپ سٹک سے کھانا نہیں کھا سکتے - تو اپنا کانٹا اور چمچہ لیتے آنا ؂

مجھے یقین ہے - کوئی ہندوستانی ایسا ہرگز نہ کہے گا - اسے ایسے موقعہ پر خیال آئے گا تو یہ کہ بازار سے کٹلری کا ایک نہایت اچھا سٹ خرید لیا جائے - نہیں تو مہمان کے سامنے ناک کٹ جائے گی ؂

سکولوں اور کالجوں کے بچے خواہ لڑکے ہوں - یا لڑکیاں - لباس میں - اور اپنے انداز میں بہت ہی سادہ ہوتے ہیں - شان - اور آن بان کا تو ان کو شائد بتانے پر بھی پتہ نہ لگے - کہ کیا ہوتی ہے - لاہور کی ٹھنڈی سڑک پر ہیٹ، اور پتلون استعمال کرکے - اور کالر ٹائی لگا کر صبح شام سیر کرنے والے پنجابی نونہالوں کے سامنے سے اگر جاپانی یونیورسٹیوں - اور سکولوں کے طالب علم گزریں - تو یقیناً پنجاب کے یہ نئے فرنگی ناک بھوں چڑھانے لگیں - اور دل میں کہیں " اوہو - یہ لوگ شائد مزدور ہیں - مزدور ہی سہی - لیکن ان کم بختوں کو یہ کیا سوجھی کہ سب نے ایک ہی طرح کا بے آب و تاب قیدیوں کا سا لباس پہن رکھا ہے " مگر ان "مزدوروں" میں جاپان کے مالدار سے مالدار خاندانوں کے لڑکے بھی ہوتے ہیں - ہر سکول کی الگ وردی - اور الگ نشان ہے - وردی مضبوط - اور نہایت کم قیمت کپڑے کی بنائی جاتی ہے - کاش کہ ہندوستانی طالب علموں کو بھی اس حقیقت کی سمجھ آجائے - کہ اگر فرنگی بن جانا اچھا بھی تصور کر لیا جائے - تو خالی ہیٹ لگا لینے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوجاتا اور ہیٹ یا پتلون کالر - ٹائی پر ہی کیا منحصر ہے میرا تو خیال ہے - جو لوگ یہ چیزیں استعمال نہیں کرتے - وہ بھی ایک جھوٹی ظاہرداری کے طور پر لباس پر اس سے کہیں زیادہ خرچ کرتے ہیں - جس کی درحقیقت ان میں طاقت ہوتی ہے ؂

جاپانیوں کی ایک اور بات جو مجھے پسند ہے - وہ یہ ہے - کہ اس قوم نے اپنے معاملات ملکی جن لوگوں پر چھوڑ رکھے ہیں - ان سے زیادہ علم یا تجربہ یا سمجھ رکھنے کا دعوے قوم کے عامۃ الناس نہیں کرتے - اس لحاظ سے جاپانی انگریزوں کے برعکس طبیعت رکھتے ہیں - وہاں ہر شخص گلیڈسٹون اور اسکوائتھ بن بیٹھتا ہے - مگر یہاں یہ بات نہیں - لیڈر جو بات پبلک کے دل میں ڈال دے - اس کو پبلک قبول کر لیتی ہے - فضول جرح قدح میں وقت ضائع نہیں کرتی - یہ بات یہاں تک نمایاں ہے - کہ بعض واقف کار لوگوں کا خیال ہے - کہ جاپان میں خیالات ایک ہی قسم کے ہیں - الگ الگ لوگوں کے الگ الگ خیالات نہیں - ایک ہی خیال ہے - جو سب کا ہے - اور وہ یہ ہے - کہ قومی جھنڈے کو بلند ہی بلند کرتے چلے جانا - باقی رہا یہ امر کہ کس طرح بلند کرنا ہے - سو یہ بتانا ان لوگوں کا کام ہے جو اس کے اہل ہیں - ہمارا کام یہی ہے - کہ جو کرنے کے لئے ہمیں کہا جائے - وہ ہم کر دیں اور جان پر کھیل کر بھی کر دیں - اور میں سمجھتا ہوں - کہ جاپانی قوم کی سادہ زندگی - اور اس کے ساتھ یہ ذہنیت جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے - یہ دونوں ایسی باتیں ہیں جن میں جاپان کے حیرت انگیز عروج کا راز پنہاں ہے - کیونکہ ایک معمولی تجویز کو بھی تن دہی - اور استقلال - اور پوری توجہ اور کوشش سے چلایا جائے - تو اچھے نتائج پیدا ہو جاتے ہیں - مگر برخلاف اس کے اگر عامۃ الناس کی توجہ لیڈر کی پیش کردہ تجویز سے بہتر تجویز نکالنے میں الجھی رہے تو نہ تو لیڈر اپنا کام کرسکتا ہے - نہ پبلک اپنے فرض کو ادا کرسکتی ہے ؂

کوبے میں مسجد

کیوبے کی مسجد کا انتظام تین اداروں کے ماتحت ہے - اول - بورڈ آف ٹرسٹیز دوم - بورڈ آف ڈائرکٹرز - سوم کمیٹی تعمیر کل خرچ کا اندازہ پچاس ساٹھ ہزار روپیہ کیا گیا تھا - بیس ہزار روپے سے جگہ خریدی گئی - دس ہزار روپیہ مسجد کی آرائش کے لئے مقرر ہے - بقایا بیس ہزار روپیہ ایک ملحقہ مکان کے خریدنے کے لئے وقف ہے - یہ مکان مسجد کے عقب میں واقعہ ہے - اور امام مسجد کی رہائش کے کام آئے گا ؂

مسجد میں جو ابھی زیر تعمیر ہے - ایک سو پچیس نفوس سے زائد کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی ؂

مجھے ایک دوست سے معلوم ہوا کہ مسجد کے لئے اب روپیہ کی قلت نہیں - اگرچہ ابتدائی ایام میں مالی مشکلات کا سامنا ہوا تھا - اب مسجد فنڈ میں کافی روپیہ ہے - توقع کی جاتی ہے - کہ مسجد کا افتتاح اگست میں ہوگا ؂

واقعاتِ عالم پر نظر

۱۔ احرار کا امیر شریعت۔ (۲) صلح کی امیدوں کا خاتمہ
۳۔ جنم اشٹمی

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

دنیا پر ایک ایسا وقت آچکا ہے۔ کہ جب اسلامی شریعت کا جؤا غیر مسلم اقوام اپنی گردن پر رکھنا فخر کا باعث سمجھتی تھیں۔ شام کے مسیحی اپنے مسلمان حکمرانوں کو عارضی طور پر بھی چھوڑنا پسند نہ کرتے تھے۔ وہ مسیحی حکومت کی جگہ اسلامی شریعت کی حکومت کو ترجیح دیتے۔ سکاٹ نے آئون ہو (Ivanhoe) لکھی اور یہودی ربیکا (Rebecca) کے منہ سے اس کے چاہنے والے مسیحی امیر کو کہلوایا۔" میں مسیحی انگلستان کو ترک کر دونگی۔ اور مورش سپین میں جا رہونگی۔ کیونکہ اسلامی شریعت غیر مسلم کو پناہ دیتی ہے۔ اس میں رواداری ہے۔"

یہ کب تھا؟ جب مسلمان امیرانِ شریعت تھے۔ جب مسلمان مسلمان تھے۔ نام کے احرار نہ تھے۔ اب آٹھ کروڑ مسلمانانِ ہند کی نمائندگی کے مدعی کون امیر شریعت ہیں؟ وہ دشمنانِ احمدیت کے نزدیک "جادو بیان" عطاء اللہ بخاری ہیں۔ جن کی آوارہ گردی پر چشم شاہد (اخبار اتحاد) جن کی شرمناک زندگی پر راولپنڈی کی مسجد میں ماتم (سید حبیب) اور جن کی سیاسی قلابازیوں پر "شباب" بمبئی کا مفصلہ ذیل تبصرہ ہے:۔ "ہم عطاء اللہ شاہ بخاری کے سیاسی عقائد کو زمانہ دراز سے دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ یہ شخص تھالی کے بینگن سے زیادہ وقیع نہیں۔ ایک زمانہ میں اس شخص نے کانگریس کا اس بری طرح سے ساتھ دیا۔ کہ سول نافرمانی کے سلسلہ میں سینکڑوں مسلمانوں کے گلے پر چھری چلوا دی۔ سینکڑوں کو قید و بند نصیب ہوا۔ مگر بعد میں ڈونگرے بمبئی کے میدان سے جہاں مسلمانوں کو کانگریس میں دعوت دینے کی ترغیب کے لئے جلسہ کیا تھا۔ اسٹیج کے نیچے سے نکل کر جو فرار ہوا۔ تو زمانہ تک لاپتہ رہا۔ آج مسلم سٹیج سے الگ ہو کر احرار پارٹی کا سرغنہ بنا ہوا ہے۔ اور امیر شریعت کے نام سے موسوم ہے"

لاپتہ رہنے کے وقت کا پتہ جناب حسن لطیفی بی۔ اے جرنلسٹ اپنے "بگلا بھگت" میں اس طرح دیتے ہیں:۔ جالندھر کے ایک شخص سے سنا ہے۔ کہ امیر شریعت رتبۂ امارت شرعی سے پیشتر "طبلہ" بجایا کرتے تھے"۔ یہ Missing Link گمشدہ کڑی ہم نے بتادی ہے۔ اب مسلمانوں کا کام ہے کہ امارتِ شرعی کے قابلِ احترام منصب کا پاس کریں یا نہ کریں؟

(۲)

جب بھیڑیئے کا منشا ہو کر برّے کو کھائے تو پھر "تو نہیں تیرا باپ ہوگا"۔ کی مطلب میں دلیل کافی ہے۔ مسولینی فیصلہ کر چکا ہے۔ کہ اٹلی کو روما کی سابقہ سطوت و شوکت کے خواب دکھانے کے لئے عملاً میدان میں لائے۔ وہ نہ برطانیہ کے ساتھ مغربی ابی سینیا میں جھیل سانا کے رقبہ کی تقسیم پر راضی ہے۔ نہ اسے محض میدانی علاقہ اور اقتصادی مفاد پر قناعت ہے۔ وہ کامل ابی سینیا پر سعید اٹلی کا سیاسی و فوجی و اقتصادی کامل قبضہ چاہتا ہے۔ اور اس طرح بحیرہ ابیض متوسط کو رومن جھیل بنا لینے کی پہلی منزل طے کرنا چاہتا ہے۔ اس کو معلوم ہے۔ کہ عدن میں مضبوط قدم رکھنے والی سلطنت کا نمائندہ ایڈن سیاسی میدان میں اٹلی کو شکست دینا چاہتا ہے۔ اور نیل کے پانیوں اور وادیوں پر قبضہ کر کے لیبیا اور ایریٹریا کو ملا دینے کی اطالین خواہش کو کچلنے کی تدابیر کر رہا ہے۔ اور اٹلی کا قائد اعظم محسوس کرتا ہے۔ کہ اناطولیہ پر قبضہ کی تمنا کا فرانس نے شام اور کیمرون پر اور برطانیہ نے فلسطین اور ٹانگانیکا پر قبضہ کر کے خون کر دیا اب نہ افریقہ میں چپہ بھر زمین باقی ہے۔ نہ مضبوط ترکی سے اس وقت مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ جب یمن پر قبضہ چاہا۔ تو برطانیہ کود پڑا۔ اب ابی سینیا کو لینا چاہا۔ تو پھر جان بل آدھمکے۔ پس اب سیاہ افریقن کے سفید حمایتی بھی آجائیں۔ اور وحشی ابی سینیا اور کل رنگدار اقوام آجائیں۔ مگر اٹلی اپنے ارادہ سے باز نہیں رہ سکتی۔ پیرس کی وقت گذارنے والی گفتگو ختم ہو چکی۔ وزیر خارجہ برطانیہ سابق وزیر ہند ملک معظم کے سامنے معروضات پیش کر چکے۔ برطانوی وزارت اہم معاملات طے کر رہی ہے۔ جنگی بیڑے کا اسپیل لمبا مظاہرہ ہو چکا۔ بحیرہ ابیض متوسط کے دونوں سروں پر شاہِ بالوت کے دیو ہیکل فرزند لنگر زن ہو گئے۔ مالٹا کی گودی میں سمندر پر تیرنے والی جنگی بستیاں اور خشکی پر سائنس سے بنے ہوئے جنگی پرندوں کی ہولناک افواج اصحاب الفیل پر حملہ کرنے کے لئے اپنے بھک سے اڑنے والے سنگریزوں کے ساتھ آمادہ پیکار ہیں۔ جنوبی افریقہ کا جنرل سمٹس اور انگلستان کی "ہوا کا رُخ" دیکھکر حالات کا اندازہ کرنے والے لوگ یکزبان ہیں۔ کہ دوسری جنگ عظیم کے سامان درپیش ہیں۔ لیگ کا ایک جلسہ ۴ ستمبر کو جنیوا میں ہوگا۔ آئرلینڈ کا آزادی پسند ڈی ولیرا ابی سینیا کی حمایت کے لئے حاضر ہوگا۔ لیگ کونسل میں اس وقت جو دس ممبر ہیں۔ وہ ترکی۔ زیکوسلاویہ چلی۔ ارجنٹائن۔ پولینڈ۔ آئرلینڈ۔ فرانس برطانیہ۔ اٹلی اور صدر روس ہیں۔ کیا ہوگا۔ اٹلی نہیں کریگا۔ فرانس مخالف کاروائی روکیگا۔ برسات ختم ہوتے ہی اکتوبر میں جنگ ہوگی۔ سب اپنی اپنی خیر منائیں گے۔ مگر خدا کا ہاتھ غیب سے آئے گا۔ اور ممکن ہے کہ صلح کا خاتمہ کرنے والوں کا خاتمہ کردے

(۳)

۱۲ اگست جنم اشٹمی کا دن تھا۔ یہ وہ دن ہے۔ جبکہ خدا تعالٰے نے دیوکی کے بطن سے والدیو کے نام کو روشن کیا۔ جب جسودھا کی آنکھ کا تارا نندجی کا پیارا گوپ اور گوال کا لال بندرابن اور گوکل کا گوپال بھارت کی زمین کا آفتاب تصوف کے آسمان کا ماہتاب کرشن علیہ الصلوٰۃ والسلام پیدا ہوا۔ جب اللہ تعالٰے نے دنیا کو کورو کے مظالم کنس کی شرارتوں۔ اور پاپیوں کے پاپ سے نجات دلانے کے لئے زور کو پیدا کیا۔ جب حق پرست مگر کمزور پانڈو کی سہائتا صداقت و توحید کے غلبہ اور راستبازوں کی پشت پناہی کے لئے گوپال کے وجود باجود کو عدم سے ہستی کا جامہ پہنایا۔ بت پرست ہندو متھرا کے مندر میں تھے۔ کرشن کے بت کو جھولے میں جھلا کر خوش ہو رہے تھے۔ دلپسند وطن پرست آریہ سماجی اپنے مخالفین پر قہر و تباہی کی بجلیاں گرانے کے لئے۔ ان کی بربادی کے لئے کرشن کو بلائے تھیوسوفسٹ ویدانت کے منبع و مخزن کو یاد کر کے بھگوان کے سامنے اپنے تن من دھن کو ارپن کرے اور کرشن مورتی کو جگت گورو سمجھکر کرشن کی یاد تازہ کرے۔ اس کو مبارک۔ مگر ہم خوش ہیں۔ ہم کو مسرت ہے۔ کہ ہمارے تاریک زمانے کو منور کرنے۔ ہماری بگڑی کو بنانے ہمارے دکھوں کا علاج کرنے۔ ہماری نیّا کو بھنور سے نکالنے کے لئے ہمارے محسن مولا نے ہم کو نہیں بھلایا۔ ہم منتظر نہیں کہ وہ اس زمانہ میں آئیں گے۔ بلکہ ہم مطمئن ہیں۔ کہ وہ آگئے۔ ان کی متھرا اب قادیان ہے۔ ان کی گیتا قرآن۔ ان کی بانسری کا سُریلا سر کلمۂ توحید ہے۔ انہوں نے کل دنیا کو ہندوستان سے امن و صلح کا پیغام دینے کے لئے کل انبیاء کا جامہ پہنکر ہمارے وطن میں جنم لیا۔ پس ہم کرشن کے جنم دن پر سچے دل سے کہتے ہیں گوپال کرشن کی جے۔ غلام احمد کی جے:۔

کولمبو میں احمدیہ لٹریچر کی ضرورت

کولمبو (سیلون) میں ایک احمدیہ لائبریری کھولی گئی ہے۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ احمدیت سے ناواقف لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تعلیم سے کما حقہ آگاہ کیا جائے۔ حق کے متلاشی نوجوان لائبریری میں شب و روز آتے رہتے ہیں۔ اور سلسلہ کے لٹریچر سے مستفیض ہوتے ہیں۔ مگر لٹریچر بہت ناکافی ہے۔ احباب سے استدعا ہے۔ کہ وہ سلسلہ کی کتب پمفلٹ ٹریکٹ وغیرہ جو انگریزی میں ہوں۔ احمدیہ لائبریری کولمبو کے مندرجہ ذیل پتہ پر بھیج کر عنداللہ ماجور ہوں

B.S. Lye, 67. Vaux Hall Street ... Slave Island Colombo Ceylon.

احرار کے قدم دو کشتیوں میں

احرار نے "خدمت اسلام" کا جو ڈھونگ رچا رکھا تھا۔ اس کا پول اب کھل چکا ہے۔ تمام وہ مسلمان جن کو نیک نیتی اور فہم و فراست سے حصہ ملا ہے۔ یہ بات سمجھ گئے ہیں کہ احرار کی پالیسی اسلام کے لئے نہایت خطرناک ہے۔ تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو چھوڑ کر محض ذاتی اغراض کے ماتحت احمدیت کے خلاف "جنگ" چھیڑے رکھنا اب سادہ لوحوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا۔ جمہور مسلمان اب اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ اگر اسلام کا احرار کے دل میں کچھ بھی درد ہوتا۔ تو مسجد شہید گنج کے انہدام کے موقعہ پر اس کا تھوڑا بہت اظہار تو ضرور ہو جاتا۔ لیکن ایسا کرنے سے ان کی سیاست کو نقصان پہنچتا تھا۔ کیونکہ ان کی غرض محض سیاست ہے مذہب نہیں۔ اور چونکہ اب یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو چکی ہے کہ ان لوگوں کو اس سے کوئی مطلب نہیں۔ کہ شعائر اسلام کی حفاظت ہوتی ہے یا نہیں۔ اس لئے جن کے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا جوش ہے اور جو آپ کے نام پر اپنا مال اور جان قربان کر دینا اپنے لئے سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ ان لوگوں کے جال میں نہیں پھنس سکتے۔

مسلمان ہی نہیں۔ غیر مسلم بھی اب احرار کی چال بازیوں پر روشنی ڈالنا ضروری سمجھتے ہیں اور ہر وہ شخص جو قوم اور ملک کا بہی خواہ ہے۔ امن کو احرار کے ہاتھوں اس طرح برباد ہوتے دیکھ کر عدل و انصاف کی خاطر ان لوگوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ متعدد غیر مسلم اخبارات نے احرار کی گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہنے اور ملک میں فتنہ و فساد برپا کئے رکھنے پر حال ہی میں تبصرہ کیا ہے۔ چنانچہ مشہور اور با اثر اخبار سٹیٹسمین نے بھی اپنی ۱۲ اگست کی اشاعت میں ایک نوٹ لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے۔

"لاہور سے آمدہ اطلاعات کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ احرار اب دو کشتیوں میں قدم رکھے ہوئے ہیں۔ اور ہر دو گی پیچھے سے ہوئے ہیں۔ تاکہ سوائے قادیانیوں کے باقی ہر پارٹی پر مسلط رہیں۔ خواہ ایسا کرنے میں انہیں اپنا مسلک چھوڑنا ہی پڑے۔ لیکن سب پارٹیوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے انسان ہمیشہ اصلی حد سے متجاوز کر جایا کرتا ہے اور اپنا مقصد کھو بیٹھتا ہے۔ (احرار کی متضاد حرکتوں سے) یہ معلوم کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ احرار پارٹی کا پروگرام کیا ہے۔ اور اس امر کا تازہ ثبوت یہ ہے۔ کہ حال ہی میں انہوں نے ایک ایسی پارٹی سے تعاون کیا ہے۔ کہ جس کی پالیسی ان کی طرح تعمیری نہیں ہے۔ احرار احمدیوں کے سخت مخالف ہیں۔ کیونکہ احرار حقیقی اسلام کے علمبردار ہونے کے دعویدار ہیں۔ کچھ بھی ہو سکھوں کا ان کے ساتھ کیا تعلق۔ کوئی وجہ نہیں کہ سکھ ان کے ساتھ مل کر قادیانیوں پر حملہ کریں۔ جب تک ان کی نیت مسلمانوں کے دو فریقوں کے درمیان منافرت پیدا کرنا نہ ہو۔ یقیناً ایک ایسی پارٹی کا وجود جس کا دعویٰ اتحاد ملی قائم رکھنا ہو۔ ضروری تھا۔ اور اس کا مستقبل نہایت شاندار ہو سکتا تھا بشرطیکہ ایسی نوزائیدہ پارٹی کے مقاصد نیک اور ذاتی طمع سے پاک ہوتے۔"

پس اب جب کہ احرار مسلمانوں کے درمیان خطرناک انشقاق اور افتراق کا موجب ہو رہے ہیں۔ ایک ایسی معقول پارٹی کے قیام کی اشد ضرورت ہے۔ جو منصف مزاج اور نیک نیت افراد پر مشتمل ہو۔ اور جس کا کام مسلمانوں کے سیاسی نقطہ نگاہ کی حفاظت اور اتحاد ملی کا برقرار رکھنا ہو۔ جو ہر اس پالیسی اور روش کی قدر کرے۔ جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہو۔ خدا کے فضل سے مسلمانوں میں اسلام کا درد رکھنے والے تعصب سے پاک فہم و فراست سے متمتع۔ عقل و دماغ رکھنے والے سیاسی لیڈر موجود ہیں۔ جو اس نازک مرحلہ پر اسلام اور مسلمانوں کی رہبری کر کے قوم کی کشتی کو اس خطرناک بھنور سے نکال سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ وہ کمر ہمت باندھ کر میدان عمل میں اتریں۔ مظلوم کی حمایت کرنا اور اتحاد ملی و سیاسی برقرار رکھنا ان کا مسلک ہو۔

(ایم۔ آئی۔ ایس)

وعدہ کی یاد دہانی

آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور کے جلسہ نمائندگان منعقدہ مورخہ ۸ اگست میں یہ تجویز پاس ہو گئی تھی۔ کہ تمام لیگیں اپنے اپنے حلقوں کی فہرست رضاکاران دفتر آل انڈیا نیشنل لیگ میں ۱۲ اگست تک ارسال کریں۔ اس کے متعلق نمائندگان کو ایک دفعہ بذریعہ خطوط یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ اب بذریعہ "الفضل" دوبارہ یاد دہانی کرائی جاتی ہے کہ یہ کام تاریخ مقررہ تک ضرور بالضرور مکمل ہونا چاہیئے۔ جن لیگوں سے نمائندگان نہیں آئے تھے یا جن لیگوں سے نمائندے اس واسطے نہیں طلب کئے جا سکے تھے کہ کام فوری تھا۔ اور دور ہونے کی وجہ سے وہاں سے احباب تشریف نہیں لا سکتے تھے۔ ان کی آگاہی کے لئے بھی یہ نوٹ کافی ہے۔ تمام لیگیں رضاکاروں کی فہرست ۳۱ اگست ۱۹۳۵ء سے پہلے پہلے دفتر ہذا میں ارسال کریں۔

رضاکار لیگوں کے وہ ممبر ہو سکتے ہیں جو حلفیہ وعدہ کریں۔ کہ وہ سلسلہ کی عظمت اور عزت کو برقرار رکھنے کی خاطر ہر بڑی سے بڑی قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہیں گے قانون اور شریعت کا احترام کریں گے۔ ان دو حدود (قانون اور شریعت) کے اندر رہ کر وہ قید و بند کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سلسلہ کی عزت کے لئے خون کا آخری قطرہ بہانے کے لئے ہر لحہ کمربستہ رہیں گے۔

پس جو ممبر ان شرائط کے ماتحت اپنا نام رضاکاروں کی فہرست میں درج کرانا چاہیں۔ ان کے ناموں کی فہرست دفتر آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور میں تاریخ معینہ کے اندر ارسال کی جائیں۔

خاکسار:۔ قریشی محمد صادق شبنم بی۔ اے سکرٹری آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور

مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ کو ایڈریس

۲۰ اگست۔ مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ لاہور جو لاہور سے تبدیل ہو کر علاقہ بہار میں تشریف لے جا رہے ہیں کے اعزاز میں جماعت احمدیہ بھاٹی دروازہ کے زیر اہتمام شاندار ٹی پارٹی دی گئی۔ جس میں جناب شیخ بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور اور دیگر احمدی معززین کے علاوہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ قریشی محمد صادق صاحب شبنم اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد نے بھی شمولیت فرمائی۔ مولوی صاحب کی خدمت میں الوداعی ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں مولوی صاحب نے۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ بشیر احمد صاحب نے اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا۔ مولوی صاحب نے شکریہ ادا کیا۔ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے مبلغین سلسلہ کی مساعی جمیلہ کے حیرت انگیز نتائج کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ ہمارا دشمن اب دلائل کے میدان سے نکل کر اوچھے ہتھیاروں پر اتر آیا ہے جو ہماری فتح کی بین دلیل ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی تقریر کے بعد امیر صاحب جماعت احمدیہ لاہور نے جماعت احمدیہ کو اس کے فرائض ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور مبلغین سلسلہ سے تعاون اور ان سے پورا فائدہ اٹھانے کی نصیحت فرمائی۔ اس کے بعد قریباً گیارہ بجے رات دعا پر یہ مجلس برخواست ہوئی۔ چند ایک غیر احمدی معززین بھی شامل ہوئے۔

خاکسار:۔ خورشید احمد بھاٹی دروازہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

The Ahmadyya Supply Company Ltd. Qadian.

جماعت احمدیہ کی مشکلات کا حل

انگریز قوم جو اس وقت ہندوستان پر حکومت کر رہی ہے۔ پہلے پہلے ایک تجارتی کمپنی کی شکل میں ہندوستان میں داخل ہوئی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی اس مشہور فرم کا نام تھا۔ ابتدا میں انگلینڈ سے آکر ہندوستان میں اس کمپنی نے کاروبار شروع کیا۔ شروع میں کئی بار اس کمپنی کو نقصان بھی ہوا۔ مگر قوم نے اسے ٹوٹنے نہیں دیا۔ بلکہ مالی امداد کر کے آگے ہی آگے قدم بڑھایا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تجارت تو الگ رہی اس قوم نے اس ملک پر حکومت حاصل کر لی۔ اور آج اس ایک کمپنی کے طفیل ہزارہا انگریزی کمپنیاں جاری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ علیکم بالتجارۃ فان فیھا تسعۃ اعشار الرزق یعنی تمہیں تجارت کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس میں دنیا کے منافعوں کے نو حصے ہیں اور دسواں حصہ باقی سب کاموں کیلئے ہے بہرحال کو بڑھانا بھی ایک ضروری امر ہے۔ جو قوم اپنے مال کی حفاظت نہیں کرتی۔ وہ آخر کار گر جاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کو قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ کہ اموالکم التی جعل اللہ لکم قیامًا یعنی تمہارے اموال کو اللہ تعالےٰ نے تمہارے قیام کا سبب بنایا ہے تجارت ہر شخص تو نہیں کر سکتا۔ مگر اجتماعی رنگ میں ایسا ہو سکتا ہے یعنی جو لوگ کام کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں وہ تجارت کریں۔ اور جن لوگوں کے پاس سرمایہ ہے۔ وہ مالی مدد دیں۔ اس صورت میں بفضلہ تعالیٰ کامیابی یقینی ہے۔ اسی غرض سے دی احمدیہ سپلائی کمپنی لمیٹڈ قادیان جاری کیگئی ہے۔ اور اگر یہ کام چل جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھکر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ضرور چلیگا۔ تو قادیان کی تجارت بلکہ جماعت احمدیہ کی تجارت بہت بڑا عروج حاصل کر لیگی جس کے نتیجہ میں انشاء اللہ العزیز جماعت کی بہت سی مشکلات دور ہو جائینگی اور مستقبل قریب میں کئی بیکار کام میں لگ جائینگے۔

کمپنی نے نہایت قلیل سرمایہ سے کام کی ابتداء کر دی تھی۔ مگر اللہ تعالےٰ کے فضل سے کام شروع میں ہی ایسا اچھا چل نکلا ہے۔ کہ اب کام کی وسعت کے مدنظر روپیہ کی اشد ضرورت ہے۔ لہٰذا جو دوست سرمایہ دار ہوں۔ وہ جلد از جلد شامل ہو کر خود بھی فائدہ اٹھائیں اور کمپنی کی امداد کا باعث بھی بنیں؛

آج ہی ایک پوسٹ کارڈ لکھکر کمپنی کے قواعد اور فارمہائے درخواست حصص طلب کریں:۔ والسلام

خاکسار

محمد اسماعیل مینجنگ ڈائرکٹر

نوٹس

ناظرین کو یاد ہو گا۔ کہ مورخہ ۸/۸/۳۵ کو ۴ ڈاؤن فرنٹیئر میل کے ایک زنانہ انٹر کلاس کمرہ سے ٹرنک مقفل معمولہ ٹکڑہ ہائے نعش جو غالباً کسی ہندو عورت کی تھی۔ برآمد ہوئی تھی۔ اس نعش کے متعلق تفتیش جاری ہے۔ اور اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل صاحب بہادر ریلوے پولیس پنجاب اطلاع دیتے ہیں کہ وہ نہایت مشکور ہونگے۔ اگر وہ مستورات جنہوں نے ٹرین مذکور بر زنانہ کمرہ میں سفر کیا تھا۔ بذریعہ ڈاک دفتر ریلوے پولیس پنجاب لاہور میں اس امر کی اطلاع دیویں۔ یقیناً ان کو کوئی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو گی۔

بقیہ صفحہ ۱۱ سے

میاں صاحب کے ساتھ اس وقت اور آدمی بھی تھے۔ مگر میں نہیں جانتا۔ وہ کون تھے لطیف اور نعمت اللہ میرے ساتھ تھے۔ میں ملزم کو بہت دیر سے جانتا ہوں۔ بجواب سوالات وکیل ملزم کہا۔ کہ ہم نے کوئی شور نہیں کیا۔ کہ میاں صاحب کو مارا ہے میاں صاحب کے پیچھے جاتے ہوئے بھی ہم نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔ رستہ میں بعض احمدی آتے جاتے ملے تھے۔ مجھے کسی ایسے آدمی کا نام یاد نہیں جس سے میں نے اس کا ذکر کیا ہو۔ میاں صاحب فوراً سائیکل پر چڑھ کر چلے گئے تھے۔ ہم اسی دن تھانے میں گئے تھے۔ اور بیان لکھوایا تھا۔

بیان لطیف پسر محمد شریف صاحب

عمر ۱۷-۱۸ سال

یہ واقعہ کوئی ڈیڑھ ماہ کا ہے عصر کے بعد کا وقت تھا۔ میں گڈوی لے کر باہر دودھ لینے جا رہا تھا۔ اس وقت حنیفا عبداللہ ملاتے کے تھڑے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے پاس لاٹھی تھی۔ میاں صاحب سائیکل پر سوار احمدیہ بازار کی طرف سے آئے۔ اور گیٹ کی طرف جا رہے تھے۔ جب میاں صاحب عبداللہ ملاتے کی دوکان کے پاس آئے۔ تو حنیفا نے ڈانگ ماری جو میاں صاحب کی پیٹھ پر لگی۔ اس پر میاں صاحب سائیکل پر سے اتر پڑے۔ اس نے پھر ایک ڈانگ سر پر ماری۔ جو میاں صاحب نے بازو پر روک لی۔ اور پھر میاں صاحب سائیکل پر چڑھ کر چلے گئے۔ محمد افضل کے علاوہ اس وقت ایک اور لڑکا بھی وہاں تھا۔ میں اس کا نام نہیں جانتا۔ اسے پہچانتا ہوں۔ وہ اس وقت باہر بیٹھا ہے۔ عدالت کے کہنے پر باہر جا کر نعمت اللہ کو بلا لایا۔ ہم تینوں تھانہ کی طرف چلے گئے۔ کیونکہ میاں صاحب اسی طرف گئے تھے۔ میں نے میاں صاحب کو یہ بتایا کہ ملزم کا نام حنیفا ہے۔ میں اسے جانتا ہوں۔ اس کا باپ ہمارے ہاں بھیک مانگنے آیا کرتا ہے۔ بجواب سوالات وکیل ملزم کہا۔ کہ اس وقت گلی میں ملا عبداللہ کا لڑکا شریف بھی تھا۔ وہاں میں نے اور کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ گلی کے اس حصہ میں صرف دو گھر احمدیوں کے ہیں۔ ہم نے شور نہیں کیا۔ کہ میاں صاحب کو مارا ہے۔ ان کے جانے کے بعد بھی شور نہیں کیا۔ میرا ابا اس وقت گھر میں ہی تھا تھانہ سے آکر پھر میں دودھ لایا۔ میرا باپ اس جگہ پر نہیں آیا تھا۔ تھانہ کے برآمدہ میں میاں صاحب کے ساتھ اور آدمی بھی بیٹھے تھے تھانیدار صاحب نے ہم سے پوچھا۔ اور ہم نے انہیں بتایا کہ حملہ حنیفا نے کیا ہے۔ اس کے بعد تھانیدار صاحب وہ جگہ دیکھنے کے لئے گئے۔ تھانہ کو جاتے ہوئے میں نے اس کا ذکر کسی سے نہیں کیا۔ یہ گواہی میں نے سچی سچی دی ہے مجھے کسی نے سکھائی نہیں۔ میرے ابا نے کہا تھا کہ گواہی دینی ہے۔ مگر جو بیان میں نے لکھوایا ہے۔ یہ وہی ہے۔ جو میں نے اپنی آنکھوں سے واقعہ دیکھا۔ مجھے کسی نے یہ بیان سکھایا نہیں ملزم کوئی دس گز کے قریب بھاگا ہوگا کہ میاں صاحب سائیکل پر چڑھ کر چلے گئے۔ وہ بہت تیز دوڑ رہا تھا۔

کورٹ انسپکٹر صاحب کے سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ہمارا گھر اس جگہ کے قریب ہے جہاں یہ واقعہ ہوا۔ صرف تین گھر درمیان میں ہیں گلی کے اس حصہ میں صرف دو گھر احمدیوں کے ہیں۔ باقی غیر احمدیوں کے ہیں۔

اس قدر شہادتوں کے بعد عدالت نے ملزم پر فرد جرم لگا دیا۔ اور اس کے بعد ملزم نے عدالت کے سوالات کے جواب میں حسب ذیل بیان دیا:۔

بیان ملزم حنیفا

میرے باپ کا نام چوہڑ شاہ ہے قوم راجپوت عمر ۱۷-۱۸ سال میں پھل بیچا کرتا ہوں۔ گھر قادیان میں ہے۔ میں واقعہ کے دن قادیان میں موجود ہی نہ تھا۔ مجھے معلوم نہیں کس نے مارا ہے کس نے نہیں۔ مجھ پر مقدمہ عداوت کی وجہ سے بنایا گیا ہے۔ عداوت جماعت احمدیہ سے ہے۔ میں نے کوئی قصور نہیں کیا مقدمہ کے آخر پر میں تحریری بیان دونگا صفائی کے گواہ بھی دونگا

اس پر کارروائی ختم ہوئی۔ عدالت نے ۲۳ تاریخ مقرر کی۔ مگر حضرت میاں صاحب نے چونکہ لاہور ضروری کام کے لئے تشریف لے جانا تھا۔ اس لئے کورٹ انسپکٹر صاحب کے یہ عذر پیش کرنے پر ۲۴ تاریخ مقرر ہوئی۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سری نگر ۱۹ اگست۔ امیرا کدل میں سکھوں اور ہندوؤں میں کھلم کھلا لڑائی ہوئی۔ لاٹھیاں آزادانہ طور پر استعمال کی گئیں۔ ۲۰ ہندو زخمی ہوئے۔ بازار مارے خوف کے بند کر دیئے گئے۔ اور ہجوم کے جمع ہونے کی وجہ سے ٹریفک بند ہو گیا۔

گوجرانوالہ ۲۰ اگست۔ گذشتہ عید الضحیٰ کو سمرائی تحصیل حافظ آباد کے مسلمانوں اور سکھوں کے درمیان ذبیحہ گائے کے سلسلہ میں فساد ہو گیا تھا۔ جس کے سلسلہ میں دو مسلمان بھی قتل ہوئے تھے۔ بلوہ کے الزام میں ۲۶ سکھوں کے خلاف مقدمہ چل رہا تھا۔ کل عدالت نے فیصلہ سنا دیا۔ اور تمام سکھ بری کر دیئے گئے۔

امرتسر ۲۰ اگست۔ کل جس جگہ چوک لوہ گڑھ میں مجلس احرار کا جلسہ ہوا تھا۔ اسی جگہ نیلی پوشوں نے جلسہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جلسہ کا مقصد انجمن تحفظ مسجد کے خلاف احرار کے الزامات کی تردید کرنا ہے۔

استنبول سے ایک خبر مظہر ہے۔ کہ ٹرکی اور رومانیہ کے ایک معاہدہ کے مطابق رومانیہ سے دس لاکھ ترک منتقل ہو کر ترکی میں رہائش اختیار کرینگے۔ یہ ترک آئندہ پانچ سال کے عرصہ میں بتدریج بھیجے جائینگے۔ جائداد منقولہ کو ساتھ لے جانے کا حق ہوگا۔ اور جائداد غیر منقولہ کو فروخت کر دیا جا سکیگا۔

راولپنڈی ۲۱ اگست جمعیت نوجوانان اسلام راولپنڈی کے بعض ارکان مقامی مجلس احرار سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ کیونکہ مجلس احرار نے وقت پر اپنی ذاتی اغراض کو مقدم رکھا۔ اور تحریک مسجد شہید گنج کی مخالفت کی۔

رنگون ۲۰ اگست۔ ضلع اکیاب کے ایک گاؤں میں برمیوں کے مقبرہ میں چوری ہو گئی۔ چور ایک طلائی بت جس میں جواہرات جڑے ہوئے تھے اور ایک نقرئی بت اور ایک طلائی گلدستہ اٹھا لے گئے۔ اس سلسلہ میں ڈاکوؤں کے ایک سرغنہ کو شبہ کی بناء پر گرفتار کیا گیا ہے۔

لکھنؤ ۲۱ اگست۔ اخبار "پاؤنیر" لکھتا ہے۔ کہ کانگریسی انتہا پسند سوشلسٹوں کے ساتھ متحد العمل ہونے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ تاکہ آل انڈیا کانگریس کے آئندہ اجلاس میں عہدوں کی عدم قبولیت کی پالیسی پر زور دیا جا سکے۔

نئی دہلی ۲۱ اگست چیف کمشنر دہلی نے سٹیٹسمین ٹائمیز لاہور کی زلزلہ کوئٹہ کے متعلق ایک نظم کو صوبہ دہلی میں روک دیا ہے۔

الہ آباد ۲۱ اگست معلوم ہوا ہے۔ کہ پنڈت جواہر لال نہرو اکتوبر ۳۵ء میں رہا کر دیئے جائیں گے۔

کراچی۔ ۲۱ اگست۔ کرنگا نور دکوچین) کے سابق حاکم نے جو منجم بھی تھے اپنی بیاض میں لکھا ہے کہ سن ملیالم کا سال ۱۱۱۱ جو ۱۸ اگست سے شروع ہوتا ہے۔ حادثات اور مصائب سے پُر ہوگا۔ اور تمام دنیا میں زلازل۔ سیلاب اور جنگ وغیرہ کے مصائب آئیں گے۔

لنڈن ۲۱ اگست۔ گذشتہ شب ملک معظم سنڈرنگھم سے بذریعہ ریل عازم سکاٹ لینڈ ہوئے۔ اور آج صبح ایبرڈین پہونچے۔

لاہور ۲۰ اگست۔ مسجد شہید گنج کے انہدام کے بعد گوردوارہ شہید گنج میں سکھوں کی آمد و رفت کا سلسلہ باقاعدہ جاری ہے۔ اکالی سکھوں نے مسجد کے انہدام کے بعد مغربی اور جنوبی دیوار جو سڑک کے کنارے تھی۔ زمین سے آٹھ آٹھ فٹ اونچی تعمیر کر لی ہے۔ مسجد کے اندرونی حصے کو صاف کر کے دیوار کی بنیادوں میں روڑی کی کشائی ہو رہی ہے۔

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی